بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

نظرات

حج بیت اللہ اور عید قربان کے ساتھ ۱۳۹۰ھ ختم ہوا، اور بحمد اللہ بہت سی خوبیوں کے ساتھ دُنیا کی عمر کا یہ سال تمام ہوا. خدائے بزرگ و برتر سے دعا ہے کہ آنے والے سال کو مزید خیر و برکت کا سال بنائے، اور لوگوں کو امن و امان کے ساتھ خوش حالی اور فارغ البالی سے نوازے، تنگدستی اور فلاکت دُور ہو، اور پاکستان میں بہتر سے بہتر نظم و نسق کا آغاز ہو.

یہ ملک آج تک درحقیقت برطانوی اور امریکی طرزِ جہانبانی کو اپنا طرۂ امتیاز سمجھتا رہا، اور پاکستان بننے کے بعد بھی یہی نظام حکمرانی جاری رہا، نظامِ تعلیم، نظامِ عدل اور سارے ملکی انتظامات ملک کی تقسیم کے بعد بھی انگریزوں کے عہد کے قائم رہے، قائدینِ ملت برسرِ اقتدار آتے رہے مگر کسی کو غالباً یہ سوچنے کی مہلت نہ ملی کہ جن مقاصد کے پیشِ نظر پاکستان حاصل کیا گیا تھا ان کی تکمیل کا سامان انھیں کرنا ہے. نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کے نام پر جس خطے کو حاصل کیا گیا تھا اس خطے میں انگریزی عہد کی اسلامی ثقافت رفتہ رفتہ لادینی ثقافت میں بدلنے لگی. جس تعلیم کا مقصد تقسیم سے پہلے انگریز افسروں کے ماتحت دفتروں کے نظم و نسق کو برقرار رکھنا تھا، اس تعلیم کو جاری رکھنے کی وجہ سے ملک کا تعلیم یافتہ طبقہ اسلامی تہذیب و تمدن سے دُور رہا اور لادینی بلکہ فرنگی تہذیب و تمدن کو طرۂ امتیاز سمجھنے لگا، اور آج جیسا کہ طلباء، اساتذہ کے بیانات اور تعلیمی نیز اخباری کارناموں سے ظاہر ہے. دین اور علوم میں بڑھتی ہوئی خلیج نمایاں سے نمایاں تر ہوتی جارہی ہے. نشر و اشاعت، قلم و ادب، علم و فنون کے مرکزوں سے جو افکار فروغ پا رہے ہیں ان سے نئی پود کسی طرح دین اور ایمان کی طرف مائل نہیں ہوسکتی، ریڈیو،

ژن اور سینما کے گمراہ کن پروگراموں سے دوسروں کی نقالی اور غلط سوانگ بھرنے کے آرٹ
ور فروغ ہو رہا ہے، مگر ان سے علوم و فنون میں ترقی تو کجا مادی ترقی کی امید رکھنا بھی
موہوم ہے

اس غفلت و غلط روی سے ملک کا انجام نہایت بھیانک اور اندوہگین نظر آ رہا ہے۔
مادی بدحالی کی زیادتی، اور نئے معاشرے کی بے راہ روی اور لوگوں کی بڑھتی ہوئی بھوک اگر
ہی ارباب حکم و اقتدار کو چوکنّا نہ بنائے تو اس سے بڑھ کر بدنصیبی اور کیا ہوگی؟

جو قوم صدیوں سے قرآنِ حکیم سے ناآشنا رہی ہے اور جس کے افراد قرآنِ حکیم کو زینتِ
ن سمجھنے کے عادی رہے ہیں ان کو اتنی محنت کرنی ہوگی کہ وہ اس ربانی کتاب کو طاق سے اتار کر
ے سامنے رکھیں، پڑھیں، بار بار پڑھیں تاکہ اس کے قوانین کو ذہن نشین کر لیں اور اپنے اعمال
ان قوانین کے مطابق بنائیں۔ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب جسے ہم لائحہ عمل سمجھتے ہیں، عربی
بان میں ہے۔ اس زبان کے بیان و اصلاح کو سمجھنے کی کوشش کرنا ہمارا اوّلین فریضہ ہے۔ اگر قرآن
زبان و بیان کو سمجھنے کی کوشش نہ کریں گے تو راستے سے بھٹکنے کا بڑا امکان ہے۔ ظاہر ہے ہم اگر
ی فن کو سیکھنا چاہیں تو ماہر فن ہی سے سیکھ سکتے ہیں۔ قانون کا طالب علم طبیعیات یا کیمیا کے
ہر سے کچھ حاصل نہیں کر سکتا، اسے قانون دان ہی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا، اسی طرح اقتصادیات
ا طالب علم اقتصادیات کے استاد سے اس علم کی باریکیوں کو سمجھ سکتا ہے، کسی فلسفی یا ماہر سیاسیات
سے نہیں۔ پس فطرت کے قانون کے مطابق قرآنِ پاک کو ہم قرآن کے عالم ہی سے صحیح طور پر سمجھ
سکتے ہیں۔ قرآن سے دُور رہنے والا جج قرآن کے قوانین کو نہیں سمجھا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے
مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ کچھ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ دین میں مہارت پیدا کریں اور دینی امور میں
درک حاصل کریں۔ (فلیتفقھوا فی الدین) جن کے ایمان و عمل میں دین کا تفقہ داخل نہ ہو ان سے کیونکر
امید کی جا سکتی ہے کہ وہ قرآن کے مطابق قوانین کو پرکھ سکیں گے؟ اگر یہ کام کسی ملک کی عدالتِ
عالیہ ہی کا ہوتا تو آج پاکستان اس نازک دَور سے کیوں گزرتا۔ عدالت عالیہ کا اوّلین فریضہ تھا کہ وہ
فیصلہ صادر کر دے کہ ملک کے موجودہ قوانین قرآن کے مطابق نہیں ہیں۔ جس ملک کی عدالت عالیہ
کسی اور نظریے کے ماتحت تشکیل پذیر ہوئی ہو وہ کسی قوم کے خاص نظریے کے مطابق کیسے فیصلے

[redacted]